

قسط 7

مانی کہ نہیں۔۔۔

وہ آمنہ باجی کو ہال میں آتا دیکھتا ہوا بولا۔۔۔

بڑی باتیں سن کر مانی۔۔۔

منہ بنا کر کھڑی ہے باہر گاڑی کے پاس۔۔۔

وہ پریشانی سے مراد کو بتا رہی تھی۔۔۔

اچھا چلیں خیر مانی تو۔۔۔ وہ ہنستا ہوا بولا۔۔۔

آپ احتیاط کرنا وہ کبھی ایسی گئی نہیں۔۔۔ حویلی والوں کے ساتھ۔۔۔ وہ انہیں جلدی جلدی

ہدایات دینے لگی۔۔۔

بے فکر رہیں۔۔۔ وہ میری ذمہ داری ہے۔۔۔

وہ انہیں اطمینان میں لا رہا تھا۔۔

وہ باہر آچکے تھے جہاں وہ انتظار کر رہی تھی۔۔

اچھا پھر اجازت خدا حافظ۔۔

وہ آمنہ باجی کی طرف دیکھ کر مسکراتا گاڑی کے قریب آتا ہوا بولا۔۔

اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔

اور انہتا کو آنکھ کے اشارے سے اندر بیٹھنے کا کہا۔۔

انہتا فوراً آمنہ باجی پر آنکھیں نکالتی ہوئی گاڑی کے اندر بیٹھ گئی۔۔

وہ اب گاڑی کی مین سیٹ سنبھال رہا تھا۔۔

کچھ ہی پل میں گاڑی۔۔

حویلی سے باہر شہر سفر کے لیے روانہ ہوگی۔۔

جو سفر دو لوگوں کو قریب کرنے والا تھا۔۔

آسمان صاف تھا۔۔ رات کا وقت تھا۔۔

اور وہ سنسان ٹوٹی سڑک پر گاڑی چلا رہا تھا۔۔

اس لڑکی کو ساتھ لیے جو اس کے جینے کی وجہ تھی۔۔۔

وہ گاڑی چلاتا ہوا آئینے میں بار بار پیچھے بیٹھی اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

اب تو تمہیں اپنا بنا کر ہی واپس حویلی آؤں گا۔۔

وہ دل ہی دل میں مسکراتا باتیں کر رہا تھا خود سے۔۔۔

جبکہ پیچھے بیٹھی اس لڑکی کا غصہ آسمان چھونے کو تھا۔۔ میں ہی ملی تھی۔۔ اس گھوڑے کے

ساتھ بھیجنے کے لیے۔۔

کیا مصیبت ہے کیا کروں۔۔۔

اور دل ہی دل میں سامنے گاڑی چلتے اس شخص کو کوس رہی تھی۔۔

وہ ایک خوبصورت گھر تھا۔۔۔

کوئی بھی اس گھر کو دیکھ کر یہ نہیں

کہہ سکتا تھا کہ اس گھر میں ویرانیاں ہیں۔۔۔

ایک شخص اپنا تھکا ہارا وجود لیے

اس گھر کے اندر داخل ہوا۔۔۔

اس گھر میں ہر جگہ روشنیاں ہی تھیں۔۔۔

سوائے ایک جگہ۔۔۔

وہ شخص بھاگتا سیڑھیاں چڑھتا

ایک کمرے کے دروازے کے قریب آکر رکا۔

وہ کمرہ اس شخص کا تھا۔۔۔

وہ شخص دروازہ کھول کر اس کمرے کے اندر داخل ہو گیا۔۔۔

وہ کمرہ سیاہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔

اگر اس کمرے میں روشنی کی کوئی کرن تھی۔۔

تو وہ صرف ایک تصویر پر تھی۔۔

جہاں دو چہرے قید تھے۔۔

ان کا پورا وجود قید تھا اس تصویر میں۔۔

وہاں موجود وہ شخص ان۔۔

دو چہروں کو غور سے دیکھنے لگا۔

ان چہروں میں۔۔

ایک چہرے پر سکھ تھا اور ایک پر دکھ۔۔

کاش تم کبھی وہ نہ کرتی۔۔

جو تم نے خود کے ساتھ کیا۔۔۔

خود کو کوئی خود کیسے اجاڑ سکتا ہے۔۔

ایک شخص کی وجہ سے کوئی کیسے۔۔۔

کیسے کوئی کسی کی زندگی برباد کر سکتا ہے۔۔۔

اتنا بڑا سچ مجھ سے کیسے چھپایا گیا۔۔۔

اور میں سمجھتا تھا کہ تم اکیلی ہو۔۔۔

لیکن تم تو مجھے اکیلا کر گئی۔۔

وہ شخص دروازہ بند کرتے ساتھ ہی زمین پر بیٹھ گیا۔۔۔

خود کو کوئی کیسے برباد کر سکتا ہے۔۔۔

کیسے۔۔۔

کوئی ایسے بھی ہجر دیتا ہے کسی کو۔۔۔

جب کہ اس کی غلطی بھی نہ ہو۔۔۔

آہستہ آہستہ اس سنسان کمرے میں

ہچکیوں کی آوازیں سنائی دینے لگی۔۔۔

کچھ ہی پل بعد وہاں موجود دیواروں سے

ماضی کے شور کی آوازیں۔۔۔

اس کے کانوں سے ٹکرانے لگی۔

تھقہ، پینٹنگ، پرفیوم، خوشبو،

تحفہ، گھر، بات، اور بہت کچھ۔۔۔

اور میں آپ کو ایک پینٹنگ گفٹ کروں گی۔۔۔

اور یہ پرفیوم کون سی ہے۔۔۔

اور اس کی خوشبو بہت اچھی ہے۔۔۔

اور آپ آج جلدی گھر آجائیں گے۔۔

اور وہ آج پہلی بار اس شخص کے

سامنے جاندار قہقہہ لگا کر ہنسی۔۔

اور یہ تحفہ آپ نے مجھے کیوں دیا۔۔

اور مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔۔

اور۔۔ اور۔۔ اور۔۔ بہت کچھ دیواروں سے ٹکرا رہا تھا۔۔

اس شخص نے ان آوازوں کو روکنے

کے لیے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھا۔۔

اس کے لیے ان آوازوں سے زیادہ

تکلیف دہ دنیا میں کوئی اور آواز نہ تھی۔۔

ماضی کی کچھ آوازیں

بہت تکلیف دہ ہوتی ہیں۔۔

تم نے مجھے برباد کر دیا۔۔

تم نے کیوں۔۔

میرے ساتھ ایسا کیا۔۔

کیوں۔۔

مجھے جواب چاہیے تم سے۔۔

وہ سرگھٹنوں میں دیے اپنے کانوں پر

ہاتھ رکھیں مسلسل آنسو بہا رہا تھا۔۔

خدا کے لیے مجھے بخش دو۔۔

خدا کے لیے مجھے بخش دو۔۔

میرا پیچھے چھوڑ دو۔۔

جاؤ یہاں سے۔۔۔

میری زندگی سے دور۔۔۔

میری یادوں سے دور۔۔۔

کچھ انسانوں کی آوازیں

ہمارے ذہنوں میں ایسے قید ہوتی ہے۔۔۔

جیسے وہی آوازیں۔۔

ہمارا سکون تھی۔۔

ہمارا اقرار تھی۔۔

ہمیں بے چین کرنے کے لیے خدا نے بنائی تھی۔۔۔

جیسے وہی آوازیں ہمارے جینے کی وجہ تھی۔۔۔

میں نے تو کبھی کسی کے ساتھ برا نہیں کیا۔۔۔

پھر میرے ساتھ کیوں میرے ساتھ کیوں۔۔۔

مجھے تمہارا ہجر کیوں دیا گیا۔۔۔

جو گناہ میں نے کیا ہی نہیں۔۔۔

مجھے اس کی سزا کیوں ملی۔۔۔

تمہارے ذریعے کیوں ملی۔۔۔

میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔۔۔

کہ میرے ساتھ ایسا ہو گا۔۔۔

کیوں ہوا میرے ساتھ ایسا۔۔۔

کچھ "کیوں" کہ جواب کبھی نہیں ملتے۔۔۔

کیونکہ خدا نے ان "کیوں" کو ادھورا ہی چھوڑا ہوتا ہے۔۔۔

ان "کیوں" کہ جواب ہم نے خود تلاش کرنے ہوتے ہیں۔۔۔

خدا اس "کیوں" کو خود ہمارے لیے ہی ادھورا چھوڑ دیتا ہے۔۔

تاکہ ہم اس "کیوں" کا جواب تلاش کریں۔۔

تم میرے ساتھ آنا نہیں چاہتی تھی۔۔

وہ قہقہہ لگاتا ہوا بولا۔

نہیں وہ دراصل اچانک آنا پڑا اس لیے۔۔

حیران ہوں نواب صاحب۔۔

وہ سر جھکاتے ہوئے بولی۔

ہاں لگ بھی رہا ہے۔۔

ویسے تم نے دوستی کی تھی۔۔

مجھ سے یاد ہے کچھ یاد ہے۔۔

وہ سنجیدہ ہوتا ہوا بولا۔

جی نہیں مجھے ایسا کچھ بھی یاد نہیں۔۔۔

وہ جلدی سے بولی۔۔

کیا لیکن تم نے مجھ سے دوستی کی تھی کرے میں۔۔۔

اسے اپنے پیچھے بیٹھی اس لڑکی سے یہ امید نہیں تھی۔۔۔

ہم کبھی دوست نہیں ہو سکتے۔۔

آپ کا اور میرا تعلق صرف اتنا ہے۔۔

کہ میں آپ کے گھر کی ایک نوکرانی ہوں۔۔۔

اور آپ اس گھر کے مالک۔۔

ہم میں بہت کچھ مختلف ہیں...

ہم دوست نہیں بن سکتے۔۔۔

ویسے بھی آپ کو اپنی طرح کے لوگوں کے ساتھ

دوستی کرنی چاہیے نہ کہ۔۔۔

غریب بے بس لوگوں سے۔۔

امیر لوگ آپ کو فائدہ دیتے ہیں نہ کہ غریب۔۔

غریب صرف نقصان دینا جانتا ہے۔۔۔

وہ بول رہی تھی اور وہ سن رہا تھا۔۔۔

کہ اچانک وہ لڑکی خاموش ہو گئی۔

مگر کسی کے دل میں وہ ایک شور پیدا کر چکی تھی۔۔

رات کے اندھیرے میں وہ ایک سنسان

ٹوٹی سڑک پر ایک تو گاڑی چلا رہا تھا۔۔

اس لڑکی کو ساتھ لیے جو اس سے

دوستی سے انکار کر چکی تھی۔۔۔

خیر اس لمحے تم نے مجھ سے

دوستی قبول کی تھی۔۔ اب نبھاؤ گئی۔

وہ گاڑی احتیاط سے چلاتا ہوا بولا۔۔۔

اور آج کے بعد صرف مراد کہنا نہ کہ

نواب صاحب اور نہ کچھ اور۔۔

صرف مراد کہنا سمجھ گئی۔۔۔

کیا آپ ٹھیک ہیں آپ اور میں دوست نہیں۔۔

وہ تھوڑی تیش میں آتی ہوئی بولی۔۔

اس لڑکی کو کس چیز پر غصہ تھا۔۔۔

اس کے ساتھ آنے پر یا کسی اور۔۔

بات پر اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔

اس کے یہ الفاظ سنتے ساتھ ہی

اس نے گاڑی روک دی۔۔۔

گاڑی سے باہر نکلے۔۔۔۔۔

وہ غصہ سے بولا کہ وہ ڈر گئی۔۔۔

آنکھوں میں پانی کی لہریں بہنا شروع ہو چکی تھی۔۔۔

وہ گاڑی میں صدمے کی حالت میں بیٹھی

رہی۔۔ اس سے پھر غلطی ہو گئی تھی۔۔۔

تم نے سنا نہیں میں نے کیا کہا۔۔۔

میں تمہارے ساتھ سفر نہیں کرنا

چاہتا گاڑی سے نکلے باہر۔۔۔

وہ گاڑی سے نکلتا ہوا بولا۔۔۔

میں اندھیرے میں کہاں جاؤں گی۔۔

اور سنسان جنگل۔۔

نہ کرے ایسا۔۔

میں کہاں جاؤں گی۔۔۔

وہ روتے ہاتھ جوڑتے منتوں پر اتر آئی تھی۔۔۔

وہ اسے مزید غصہ دلا چکی تھی۔

اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور انہتا کا

ہاتھ پکڑ کر اسے باہر کی طرف کھینچا۔۔۔

وہ اسے باہر نکال کر گاڑی کا دروازہ بند کر چکا تھا۔۔

انہتا اس کے بے حد قریب کھڑی تھی۔۔

مگر وہ گاڑی کی اگلی سیٹ سنبھال چکا تھا۔

وہ رو رو کر اس سے منت واسطے مانگ رہی تھی۔

نہیں ہم دوست ہیں میں کہاں جاؤں گی۔۔

اس اندھیرے پلیر ایسا نہ کریں۔۔۔

میرے ساتھ خدا کا واسطہ ہے آپ کو۔

وہ بولتی جارہی تھی کہ۔۔۔

وہ گاڑی سٹارٹ کر کے آگے بڑھ گیا۔

پلیر رک جائیں ہم دوست ہیں۔۔۔ پکا۔۔

وہ گاڑی کے ساتھ چلتے ہوئے بول رہی تھی۔

کے اچانک مراد نے گاڑی کی سپیڈ بڑھ دی

اور گاڑی انہتا سے بہت دور چلی گئی۔۔

انہتا پیچھے کھڑی گاڑی کو دور جاتا ہے دیکھ

رہی تھی کہ اچانک مراد نے گاڑی روک دی۔۔

اس نے گاڑی کے شیشے سے۔۔

انہتا کو اپنے قریب آتا ہوا دیکھا۔۔

انہتا گاڑی کہ کچھ فاصلے پر تھی کہ

وہ گاڑی آگے لے گیا اور پھر گاڑی کو روک دیا۔۔

مجھے تکلیف ہوتی ہے تمہیں تکلیف دے کر

مگر میں مجبور ہوں اس وقت۔۔

وہ جب جب گاڑی کے قریب آتی۔۔

وہ گاڑی آگے لے جاتا۔۔

وہ گاڑی روکے کھڑا تھا۔۔

جبکہ وہ ٹوٹی سڑک پر بھاگ رہی تھی۔۔۔

جس کی وجہ سے اس کے پاؤں میں

پہنے ہوئے کھسے کا چمڑا اکھڑ گیا۔۔۔

وہ بمشکل بھاگتی ہوئی اس کے قریب آئی۔۔۔

خدا کا واسطہ ہے آپ کو۔۔۔

آپ کے ماں باپ کا۔۔۔

آپ کی محبت کا پلیر۔۔۔

آپ کو آپ کی محبت کا واسطہ۔۔۔

۔ ہونے والی بیوی بچوں کا واسطہ۔۔۔۔

وہ گھرے گھرے سانس لیتی اسے واسطے دے رہی تھی۔۔

وہ مراد خان کو ساکت کر گئی۔۔۔

اس نے اپنا ہی واسطہ اس سے مانگ لیا تھا۔

چند پل مراد اسے دیکھتا رہا۔۔

گاڑی میں بیٹھو۔۔

وہ مان گیا تھا اس کے لیے۔۔۔

جو اپنا ہی واسطہ اس سے مانگ چکی تھی۔۔

وہ گاڑی کے پیچھے بیٹھنے لگی کہ

مراد کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔۔

اگے آکر بیٹھو۔۔

وہ گھبرا کر اسے دیکھنے لگے۔۔

نواب صاحب ہمیں اجازت نہیں ہے۔۔

مالکوں کے ساتھ آگے بیٹھنے کی۔۔

وہ کچھ ڈرتے سہمتے ہوئے بولی۔۔

پہلی بات تم مجھے مراد کہو گی۔۔

اور دوسری یہ کہ اگے بیٹھو۔ ورنہ چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتا اسے وارن کر رہا تھا۔۔۔

وہ جلدی سے گاڑی کی دوسری طرف آئی۔۔

اور مراد کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئی۔۔

مراد اب خاموشی سے گاڑی چلا رہا تھا۔۔۔

وہ گاڑی میں خاموش ہو چکی تھی۔۔۔

بالکل خاموش اسے ڈر تھا کہ۔۔

مراد اسے گاڑی سے پھر نہ نکال دے۔۔

مراد کو اپنے کیے پر پچھتاوا ہونے لگا تھا۔۔

انہتا بات سنو۔۔

وہ کہیں کھوئی ہوئی تھی کہ اچانک اپنے خیال سے باہر آئی۔

جی بولیں نواب صاحب۔۔

وہ مراد کو دیکھتے ہوئے بولی۔

مراد اسے گھورنے لگا اسے۔

اس کا نواب کہنا ہمیشہ برا لگتا تھا۔

جو نام اسے کبھی پسند تھا۔

آج اس سے نفرت ہو رہی تھی اسے۔۔

بے حد نفرت۔۔

مجھے مراد کہا کرو میں نے پہلے بھی کہا تھا۔

وہ اسے دوبارہ وارن کر رہا تھا۔۔

جی اچھا۔۔

وہ ڈرتے ہوئے بولی وہ جان چکی

تھی کہ وہ اپنی بات منوا کر ہی رہے گا۔۔

یہ بتاؤ تمہارے کتنے بہن بھائی ہیں۔۔

وہ سڑک کی طرف دیکھتا بولا۔

وہ جانتا تھا کہ وہ اکیلی ہے۔۔

ے مگر پھر بھی پوچھ لیا۔۔

تاکہ وہ اسے سنیں۔۔

جو وہ ہمیشہ سننا چاہتا تھا اس کی خواہش تھی۔۔

کہ وہ اس سے باتیں کرے۔۔ ڈھیر ساری باتیں۔۔

بعض لوگوں کی باتیں سننے کا کتنا مزہ آتا ہے۔

میں ایک ہی ہوں۔۔۔

کوئی بہن بھائی نہیں ہے میرا۔۔

وہ آنکھیں چراتی ہوئی بولی۔۔۔

ماں باپ کہاں ہیں۔۔

وہ سنجیدہ ہو چکا تھا۔۔۔

کیونکہ اسے اس کا ماضی جاننا تھا

جو اس کی آنکھوں میں نظر آتا تھا

چھ سال پہلے بھی ان آنکھوں میں اذیت تھی۔۔

اور چھ سال بعد ان آنکھوں میں

اور بھی زیادہ اذیت دیکھی تھی مراد نے۔۔۔

وہ نہیں ہیں۔۔۔ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔۔

وہ اپنے ہاتھ کی انگلیاں کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔

کیسے اور کب انتقال ہوا۔

وہ گاڑی کی سپیڈ ہلکی کرتا ہوا بولا۔۔۔

باپ 10 سال کی عمر میں اور ماں کچھ سالوں پہلے۔۔۔

وہ گاڑی کے شیشے میں باہر دیکھتے ہوئے بولی۔

کتنے مشکل سوال کر رہا تھا وہ۔۔۔

جس کے جواب اسے دینے بھی نہیں آتے تھے۔۔۔

کام کیا کرتے تھے دونوں۔۔

وہ اس کی طرف چہرہ کرتا ہوا بولا۔۔

ماما جانی ٹیچنگ کرتی تھی اور باپ نشہ کرتا تھا۔۔۔

وہ اپنے ہاتھ کا نشان چھوتی بولی۔۔

سچ میں وہ بہت مشکل سوال کر رہا تھا اس سے۔۔۔

ماضی ایک فلم کی طرح اس کے سامنے چل رہی تھی۔۔

نام کیا تھا تمہاری ماں کا۔۔۔

وہ کچھ سوچتا ہوں بولا کیونکہ وہ گاؤں

میں موجود ہر ٹیچر کا نام جانتا تھا شاید

وہ اس کی ماں کو بھی جانتا ہو۔۔۔

آرزو تھا ماں کا نام۔۔

وہ آنکھیں چراتی نم آواز میں بولی۔۔

وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کی ماں کون ہے۔۔۔

باپ کوئی کام نہیں کرتا تھا۔۔

اس نے اپنا ایک اور سوال اس کے سامنے رکھا۔۔

نہیں۔۔ ایک لفظ کا جواب آیا۔۔

کتنا پڑھی ہو۔۔

اس نے پہلی دفعہ اسے یونیفارم میں ہی دیکھا تھا۔۔

سو کم سے کم۔۔

اس کا یہ سوال کرنا تو بتا ہی تھا اس سے۔۔

اسی دن تو وہ اپنا دل ہار بیٹھا تھا۔۔

وہ سوال کرتا جا رہا تھا اور وہ جواب دیتی جا رہی تھی۔۔

12 کی ہیں 10 گاؤں سے کی تھی اور باقی

دو شہر میں کی تھی۔۔

وہ سر نیچے جھکاتی بولی۔۔

آگے پڑھنا چاہتی ہو۔۔۔

اس نے یہ سوال اس سے اس لیے کیا

کیونکہ اس کی آواز لڑکھڑا رہی تھی۔۔۔

وہ چاہتا تھا کہ وہ کہیں کہ۔۔۔

ہاں میں پڑھنا چاہتی ہوں۔۔۔

وہ ہاں کہیں اور وہ آگے سے جواب دے کہ۔۔۔

ہاں ٹھیک ہے ایسا کرو۔۔۔

مجھ سے نکاح پڑھ لو۔۔۔

تم میری شریک حیات بن جاؤ۔

میں تمہیں پوری زندگی عشق کا سبق پڑھاتا رہوں گا۔۔۔

نہیں کس کے لیے پڑھنا ہے کوئی نہیں ہے۔۔۔

جس کے لیے پڑھوں کیا فائدہ آرٹسٹ بننے کا۔

وہ چہرہ اس کی طرف کرتی بولی۔۔

جو جواب نہ میں دے بیٹھی تھی۔۔

اس کی ساری سوچ پر۔۔

جس نے پانی کی لہریں بہا دی تھی۔۔

مطلب فنکار بننا چاہتی تھی تم۔۔

وہ مسکراتا ہوا بولا۔۔

ہاں پینٹ کرنا چاہتی تھی۔۔

زندگی کو۔۔ خود کو۔۔

لیکن اب نہیں بننا چاہتی۔۔

اب نہیں۔۔

وہ اب رو دینے کو تھی۔۔۔

ہم پہنچنے والے ہیں گھر۔۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ

وہ روئے اتنا کافی تھا آج اس کے لیے۔۔۔

وہ اتنا جان چکا تھا کہ اس کی ماں کون ہے۔۔۔

وہ کسی سکول کے فنکشن میں اس عورت سے ملا تھا۔۔۔

اس عورت نے اسے عجیب سی دعا دی تھی۔۔

جو وہ آج تک نہیں بھول پایا تھا۔

جس نے دی تھی اس کا نام تک نہیں بھول پایا تھا۔

آرزو۔۔۔ آرزو

میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ۔۔

اس کی دعا میں اتنی طاقت ہوگی۔۔۔

میں دعا کرتی ہوں کہ میری بیٹی کو

آپ جیسا ہم سفر ملے۔۔۔

اچھا،

نیک،

سلیجھا ہوا،

رحم دل،

احساس کرنے والا،

جس عمر میں مراد کو یہ دعا اس عورت نے دی تھی۔۔۔

اس وقت مراد یہ دعا نہیں سمجھ پایا تھا۔۔۔

اور آج کئی سالوں بعد مراد کو اس دعا کی سمجھ آئی تھی۔

بعض چیزوں کی سمجھ وقت کے ساتھ آتی ہے۔۔

وقت سے پہلے کسی چیز کی سمجھ نہیں آتی۔۔

اگر اسے پتہ ہوتا کہ انہما اس عورت کی بیٹی ہے۔۔

تو وہ کب کا اسے اپنا چکا ہوتا۔۔ اپنا بنا چکا ہوتا۔۔

اس نے ایک دفعہ کسی سے سنا تھا کہ۔۔

وہ عورت اب شہر میں پڑھاتی ہے۔۔

لیکن اس عورت کے بارے میں اسے یہ بھی

خبر ملی تھی کہ وہ ایکسڈنٹ میں انتقال کر چکی ہے۔۔

اور مراد کو انہما کہ پرانے گھر

جا کر بھی یہی سننے کو ملا تھا۔۔

وہ عورت اب نہیں رہی تھی۔۔

جس نے مراد کو یہ دعا دی تھی۔۔۔

اگر وہ عورت آج زندہ ہوتی تو دیکھتی کہ۔۔

اس کی بیٹی کو کوئی اور نہیں مراد ہی ملا تھا۔۔۔

وہ جو اپنے ساتھ بیٹھی لڑکی کا

ہر قدم میں ساتھ دینا چاہتا تھا۔

وہ جو اسے ماضی کے صدموں سے

نکال کر نئی زندگی کی طرف لانا چاہتا تھا۔۔۔

وہ جسے مراد خان نے اپنے محرم کے

روپ میں سوچا تھا اور اسے اپنا محرم بنانا چاہتا تھا۔۔۔

اس نے اسے ہر رات مانگا تھا اور ہر رات

اس نے اسے محرم بننے کی دعائیں کیں تھیں۔۔۔۔

انہتا کی شکل اس عورت سے کتنی ملتی تھی۔۔

اسے پہلے کبھی یہ احساس کیوں نہیں ہوا۔

کہ وہ اس عورت کی بیٹی ہو سکتی ہے۔۔

بعض لوگوں کے چہرے کتنے ملتے ہیں۔۔

کاش کبھی ایسے دل بھی ملتے۔۔۔

کبھی ایسے روحیں بھی ملتی۔۔۔

لیکن کبھی نہ تو۔۔۔

ایسے دل ملتے ہیں۔۔۔

اور نہ ہی ایسے روحیں۔۔۔

جاری ہے